جمعہ | 22-اگست 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

قائم مقام ایڈیٹر
یوسف سہیل شوق

جلد 4-82 نمبر 185 | جمعہ 18 ربیع الثانی 1418ھ 22 ظہور 1376 ہش 22 اگست 1997ء

ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ اور (صاحب ایمان) بڑا بلند ہمت ہوتا ہے اور اسے ہروقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت اور تائید کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرنی چاہئے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے۔ (صاحب ایمان) دلیر اور شجاع ہوتا ہے مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہور ہوتا ہے (صاحب ایمان) میں شتاب کاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے تیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 194)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دعا نہایت نازک امر ہے اور اس کے لئے شرط ہے کہ متدعی اور داعی میں ایسا مستحکم رابطہ ہو جائے کہ ایک کا درد دوسرے کا درد ہو جائے اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ہو جائے۔ جس طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا ہے اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتار دیتا ہے' ویسے ہی متدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بن جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہیں۔ اکتساب کو ان میں دخل نہیں۔ توجہ اور رقت بھی خدا تعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے' تو وہ داعی کے دل میں توجہ اور رقت ڈال دیتا ہے' مگر سلسلہ اسباب میں ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش اور حرکت دینے والا ہو۔ اس کی تدبیر بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ متدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 215)

اختتامی تقریب صنعتی نمائش

مورخہ 16۔اگست 1997ء کو رات نو بجے کے قریب ایوان محمود کے لان میں تیسری آل پاکستان صنعتی نمائش کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم سید میر مسعود احمد صاحب مہمان خصوصی تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت سے ہوا جو مکرم حافظ محمد اکرم صاحب نے کی اس کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد صدر خدام الاحمدیہ پاکستان محترم راجہ منیر احمد خان صاحب نے دوہرایا۔ اس کے بعد مکرم سید صہیب احمد صاحب نے حضرت بانی سلسلہ کا پاکیزہ منظوم کلام ترنم سے سنایا۔ بعد ازاں مکرم نصیر احمد صاحب انجم ناظم اعلیٰ صنعتی نمائش نے اپنی رپورٹ پیش کی انہوں نے بتایا کہ تین سال قبل 1995ء میں آل پاکستان صنعتی نمائش کا آغاز کیا گیا۔ موجودہ سال 28 اضلاع کے 127 خدام نے 682 اشیاء بنا کر پیش کیں۔ جبکہ گزشتہ سال 24 اضلاع کے 117 خدام نے 438 اشیاء بنا کر پیش کی تھیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ یہ نمائش نو ہزار مردوں اور خواتین نے دیکھی۔ نمائش دیکھنے والوں میں کثرت سے خواتین او ربچے شامل تھے۔

محترم ناظم اعلیٰ صاحب نے مہمان خصوصی محترم سید میر مسعود احمد صاحب کا تعارف کروایا۔ آپ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے صاحبزادے اور حضرت بانی سلسلہ کی حرم محترم حضرت اماں جان کے بھتیجے ہیں۔ آپ نے جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مختلف عہدوں پر جماعتی خدمات انجام دیں۔ آپ نے بطور مربی سلسلہ سکنڈے نیویا کے ممالک میں کئی سال خدمت کا موقع پایا۔ بعد ازاں آپ وکیل الدیوان' انچارج صد سالہ جوبلی' قائمقام وکیل اعلیٰ آجکل آپ شعبہ تخصص کے نگران ہیں۔

بعد ازاں مہمان خصوصی محترم سید میر مسعود احمد صاحب نے نمائش میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے خدام کو انعامات تقسیم فرمائے۔ سب سے زیادہ اشیاء لانے کا انعام ضلع لاہور نے حاصل کیا۔ بعد ازان مضمون نویسی کے مقابلوں کے بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔

آخر میں محترم سید میر مسعود احمد صاحب نے دعا کرائی۔

ooo

درخواست دعا

○ محترمہ والدہ صاحبہ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ گذشتہ دو ہفتہ سے سینہ میں انفیکشن کی وجہ سے علیل ہیں۔ کمزوری بہت ہو چکی ہے۔ موصوفہ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

پیچش اور ہیضہ کے نسخے

○ آجکل ملک میں پیچش اور ہیضہ کی وبائی امراض پھیلی ہوئی ہیں ان کے لئے درج ذیل نسخے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

پیچش کے لئے

Clocynthis 30' Kurchi 30'
Ipecac 30' Nux Vomica 30 اور
Aconite 30 ملا کر روزانہ تین چار مرتبہ

ٹائیفائیڈ وملیریا وغیرہ کے لئے

Arsenic 200'
Typhoidenam 200 اور
Pyrogenum 200 پہلے دن تین بار' دوسرے دن دوبار' پھر تین دن روزانہ ایک بار پھر ہفتہ میں ایک بار۔
نیز Ferrum Phos 6X'
Kali Phos 6X' Nat Sulph 6X' روزانہ چار' پانچ بار

ہیضہ کے لئے حفاظتی ادویات

1۔ Sulpher 200 چند دن روزانہ ایک بار پھر ہفتہ میں ایک دو بار
2۔ Campher 30 روزانہ تین چار بار۔

علاج کے لئے ادویات

○ اگر تشنج اور بہت کھلا ہو تو Cuprum 30
○ اگر جسم ٹھنڈا اور پانی تیزی سے بہتا ہو تو Campher 30 اور Vertum Album 30 ملا کر دن میں پانچ' چھ مرتبہ۔
○ ان کے علاوہ Ferrum Phos 6X' Kali Phos 6X' calc Sulph 6X' دو دو ٹکیاں ملا کر۔ دن میں پانچ چھ بار۔
○ اگر پہلی دواؤں سے افاقہ نہ ہو تو Croton 30 روزانہ تین چار بار۔

(نظارت امور عامہ)

ابنائے جنس اور مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

22- ظہور 1376 ھش 22- اگست 1997ء

الفضل کی اشاعت
ایک تجویز ذیلی تنظیموں کی خدمت میں

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عہد مبارک میں قادیان میں سے دو اخبارات شائع ہوتے تھے جو روزنامے تو نہ تھے لیکن ہفتے میں دو تین دفعہ شائع ہوتے تھے اس طرح سے دونوں اخبارات کو ملا کر عملاً ایک روزنامہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ دونوں اخبارات یعنی الحکم اور البدر جماعت احمدیہ کی ایسی شاندار خدمت کر رہے تھے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان کو اپنے دو بازو قرار دیا تھا۔ یہ اتنا بڑا اعزاز تھا کہ ان دونوں اخبارات کے تذکرے کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ عالیہ کا یہ ارشاد ہمیشہ بیان کیا جاتا رہے گا۔ اس وقت جبکہ جماعت احمدیہ کی کل تعداد محتاط اندازوں کے مطابق ' حضرت بانی سلسلہ کی وفات کے وقت ' 4 سے 5 لاکھ تھی ' اس وقت ' ان اخبارات کی اشاعت ایک ہزار سے بارہ سو کے لگ بھگ تھی۔

تاریخ صحافت کے طالب علم جانتے ہیں کہ 1908ء سے پہلے اردو صحافت کا کوئی اخبار ایسا نہیں تھا جس نے اپنی اشاعت میں دس ہزار کا ہندسہ عبور کیا ہو۔ اس وقت کے مقبول عام اخبارات یعنی اخبار عام ' پیسہ اخبار وغیرہ دس ہزار سے کم کی اشاعت رکھتے تھے یعنی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی اشاعتیں 5-7 ہزار کے لگ بھگ ہونگی۔ ایسے وقت میں جبکہ اردو زبان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا اخبار مثلاً 7 ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہو اور ایک احمدی اخبار جو قادیان سے شائع ہوتا تھا اس کی اشاعت ایک ہزار ہو تو یہ ایک اور سات کی نسبت بنتی ہے۔

وقت کے ساتھ جہاں ملکی آبادی میں اضافہ ہوا۔ انسانوں کے شعور میں اضافہ ہوا۔ پڑھنے لکھنے کی طرف توجہ بڑھی اخبار بینی کی عادت میں بھی اضافہ ہوا۔ اور اس کے نتیجے میں اردو اخبارات کی اشاعت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا اس وقت پاکستان کا سب سے زیادہ چھپنے والا اخبار 8-7 لاکھ کی اشاعت رکھتا ہے۔ اس سے کم اشاعت رکھنے والے اردو اخبارات کی اشاعت ایک سے تین لاکھ کے درمیان ہے۔

1908ء (حضرت بانی سلسلہ کی وفات کا سال) سے لیکر آج تک جماعت احمدیہ کی تعداد میں بہت غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ اس سے لیکر آج تک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی تعداد اگر کم از کم کا محتاط اندازہ بھی لگایا جائے تو سات آٹھ گنا بڑھ چکی ہے۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ 1908ء کی جماعتی تعداد متحدہ ہندوستان کی تعداد تھی جس میں بنگلہ دیش بھی شامل تھا تو یہ نسبت فی الحقیقت دس بارہ گنا تک پہنچ جائے گی۔ 1908ء کے دور کی اخبار بینی کے شعور اور تعلیم کا اندازہ ذہن میں رکھا جائے اور اس کے نتیجے میں اخبارات کی اشاعت اور آج کے دور کے اخبارات کی اشاعت کی نسبت ذہن میں لائی جائے تو یہ ایک اور ستر کی نسبت بنتی ہے یعنی اگر اس وقت اخبارات کی اشاعت ایک تھی تو آج ستر ہو چکی ہے۔

جماعتی اخبارات کی اشاعت کو چندہ دہندگان کی تعداد سے بھی مشروط کرنے کا نظریہ ہمارے جماعتی نظام میں ملتا ہے۔ یہ نسبت بھی ماضی اور حال کے اعتبار سے ذہن میں لائی جائے تو تب بھی نسبت وہی یعنی ایک اور 12-15 کی نسبت بن جاتی ہے۔

غرضیکہ جماعتی اخبار اور رسائل کی اشاعت کو کسی بھی پہلو سے جانچا جائے اور غور کیا جائے اور آج کے اخبار الفضل اور دیگر جماعتی رسائل کی اشاعت پر غور کیا جائے تو کہیں بھی تسلی بخش صورت حال سامنے نہیں آتی۔ اور اس ساری صورت حال کو جب الفضل ربوہ کی اشاعت پر منطبق کیا جائے تو سب سے زیادہ فکر انگیز اشاعت الفضل ہی کی سامنے آتی ہے۔ یہ اشاعت اتنی کم ہے کہ اس کا بیان بھی کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ان معروضات کے آغاز میں ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دور میں الحکم اور البدر کو حضرت بانی سلسلہ نے اپنے دو بازو قرار دیا تھا۔ اس وقت ماہوار رسالوں میں ریویو آف ریلیجنز اور تشحیذ الاذہان بھی شامل تھے۔ انکے بارے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ نے یہ الفاظ بیان نہیں فرمائے۔ اسکی وجہ واضح ہے کہ روزنامے ہونے کی حیثیت میں ایک اخبار جو اہمیت رکھتا ہے وہ ماہنامہ ہونے کی حیثیت میں نہیں رکھتا۔ اور یہ وہ کھلی حقیقت ہے جو دنیا بھر کے ابلاغ کے ماہرین کے نزدیک مسلّم ہے۔ کہ سب سے زیادہ موثر جریدہ ہمیشہ روزنامہ ہوتا ہے۔

اس اعتبار سے آج الفضل کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے دونوں بازوؤں کی حیثیت حاصل ہے۔ کون احمدی ہے جو حضرت بانی سلسلہ کے بازو کی اپنے گھر میں آمد پر گھر کا دروازہ بند کرے۔ کون احمدی ہو گا۔ جو روحانیت کی جاری نہر کا پانی خود پینے اور اپنے گھر والوں اور بچوں کو پلانے سے انکار کر دے۔

لیکن یہ بات ہر احمدی پر اس طرح روشن نہیں ہے جس طرح آج ہم ان سطور میں واضح کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روزنامہ الفضل ربوہ کے تمام جماعتی اخبارات و رسائل میں سب سے کم اشاعت کا حامل ہے جبکہ دلچسپی اور غور کی بات یہ ہے کہ خواتین کی تنظیم کا رسالہ مصباح ربوہ میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل میں سب سے زیادہ اشاعت رکھتا ہے۔

اس مرحلے پر ہم ایک تجویز ذیلی اداروں کے سربراہان اور ذمہ دار احباب کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ اس پر غور کریں گے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح ذیلی تنظیمیں اپنے اپنے رسالوں کی اشاعت کا معاملہ اپنی رپورٹوں میں رکھتی ہیں۔ اور سال بہ سال اول دوم سوم وغیرہ امتیازات حاصل کرنی والی مجالس ان رسالوں کی اشاعت کی بھرپور کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح تینوں ذیلی تنظیمیں یعنی مجلس انصار اللہ ' مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ اپنے اشاعت کے شعبوں میں الفضل کی اشاعت کیلئے کوشش کے بھی باقاعدہ نمبر مقرر کریں۔ رپورٹوں میں اس کا ایک الگ خانہ ہو جہاں پر مجلس ہر ماہ یہ بتائے کہ اس نے الفضل کی اشاعت میں توسیع کی کیا کوشش کی۔ کتنے نئے خریدار بنائے ماہ گذشتہ یا سال گذشتہ میں ان کی تنظیم کے کتنے ارکان مرد و خواتین ' الفضل کے خریدار تھے اور موجودہ مہینہ یا موجودہ سال میں اس میں کس قدر اضافہ ہوا۔

امید ہے کہ اس تجویز پر عمل ہونے سے الفضل کی اشاعت میں نمایاں اضافہ ہو گا۔ کیونکہ الفضل کی اشاعت کی مہم چلانے کیلئے کوئی تنظیم کام نہیں کرتی۔ یعنی اپنی ڈیوٹی کا حصہ ہی نہیں سمجھتی۔ کسی ذیلی تنظیم کے کسی عہدیدار کے سپرد یہ کام نہیں کہ وہ الفضل کی اشاعت کی کوشش کرے یا خریداروں میں اضافہ کی طرف توجہ دے یا اپنی رپورٹ میں اس کا ذکر کرے۔

اگر ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں تو الفضل کی اشاعت میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ان کے اپنے کاموں میں بھی تیزی پیدا ہو گی۔ ان تنظیموں کے اعلانات زیادہ سے زیادہ افراد جماعت تک پہنچیں گے اور زیادہ بہتر کارکردگی سامنے آسکے گی۔

کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ ذیلی تنظیمیں اس تجویز پر سنجیدگی سے توجہ دیں گی!؟

مجھ کو دلبرداشتہ کرتے ہیں ہو کر رُوبرُو
بولتے ہیں اس طرح جیسے ہوں وہ میرے عدو
شستہ و شائستہ باتیں ہیں محبّت کی دلیل
کیفیت گر یہ نہیں ہے تو عبث ہے گفتگو
لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جن کی باتیں زہر ہیں
اور مل جاتے ہیں وہ قریہ بہ قریہ کُو بکُو

ابو الاقبال

(الفضل 14- اگست 1968ء)

قیام پاکستان کے بعد کوئٹہ میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا ایک اہم خطاب

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے 4- جولائی 1948ء کو ٹاؤن ہال کوئٹہ میں "پاکستان اور اس کے مستقبل" کے موضوع پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی تھی۔ اس تقریر کا ایک ملخص افادہ احباب کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

فرمایا:-

سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی چیز کا حصول ایک علیحدہ امر ہے اور اس چیز کے حاصل ہو جانے کے بعد اسے قائم رکھنا بالکل علیحدہ بات ہے۔ ایسے واقعات تو دنیا میں کثرت کے ساتھ مل جائیں گے کہ کسی شخص کو کوئی چیز آپ ہی مل گئی ہو مگر اس امر کی کوئی ایک مثال بھی نہیں مل سکتی کہ کوئی چیز آپ ہی آپ قائم رہی ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی پر مہربان ہو کر اسے مکان دیدے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے کہیں سے روپوؤں کی تھیلی مل جائے یا اسے نوٹوں کا بنڈل کسی جگہ سے مل جائے۔ مگر یہ مثال دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گی کہ کوئی شخص اپنے مکان کی مرمت کا خیال تک نہ کرے اور اس کی صفائی کی طرف توجہ نہ کرے اور اتفاقی طور پر وہ مکان آپ ہی آپ صحیح اور درست حال میں چلتا چلا جائے۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی کو اتفاقی طور پر روپوں کی کوئی تھیلی مل جائے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ اتفاقی طور پر وہ آپ ہی خرچ ہوتی رہے اسی طرح زمین آپ ہی آپ مل سکتی ہے۔ جائیداد آپ ہی آپ مل سکتی ہے مگر یہ ممکن نہیں کہ زمین یا جائیداد بغیر ہماری توجہ کے آپ ہی آپ قائم رہے۔ یہی حال پاکستان کا ہے۔

پاکستان کا حصول اور پاکستان کے قیام کا سوال دونوں علیحدہ علیحدہ امر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں وہ لوگ جنہوں نے پاکستان کے حصول کے لئے قربانیاں کی تھیں وہ بھی یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ پاکستان اتنی جلدی اور ایسی صورت میں مل جائے گا۔ ہم اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک گروہ نے اس غرض کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کی ہیں اور بہت بڑی مشکلات کا اسے سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس میں صرف انسانی کوششوں کا دخل نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا بھی بہت بڑا حصہ ہے جس نے ان کوششوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اب ہمارے سامنے یہ سوال ہے کہ پاکستان کا مستقبل کیسا ہو۔ اگر کسی کو کوئی اچھی عمارت مل جائے اور وہ اسے اپنی عدم توجہ سے بگاڑ دے تو دنیا اسے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ اگر اس عمارت کو وہ اسی حالت میں رہنے دے جس حالت میں وہ عمارت اسے ملی تھی تب بھی وہ تعریف کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔ تعریف کے قابل وہ تب سمجھا جاتا ہے جب وہ اسے پہلے سے بہت اچھی حالت میں چھوڑ جائے۔ پس ہمیں اس سوال پر غور کرتے ہوئے کہ پاکستان کا مستقبل کس طرح اچھا بنایا جا سکتا ہے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اصل مقابلہ اسی وقت شروع ہوتا ہے جب کوئی چیز حاصل ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص اپنے ذہن میں یہ سکیم بنائے کہ میں اس اس طرح تجارت کروں گا اور میرے پاس لاکھوں روپیہ جمع ہو جائے گا۔ تو محض شیخ چلی جیسے خیالات پیدا ہونے کی وجہ سے ڈاکو اس کے گھر پر حملہ نہیں کر دیں گے۔ لیکن اگر وہ اپنی سکیموں میں کامیاب ہو جائے۔ تو اس کے بعد بے شک اسے خطرہ پیدا ہو گا کہ کہیں ڈاکو میرے گھر کو نہ لوٹ لیں۔ پاکستان کا بھی جب تک قیام نہیں ہوا تھا اس کی مخالفت کا صحیح طور پر جذبہ پاکستان کے مخالفوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ جس طرح کسی شخص کے گھر پر ڈاکہ ڈالنے کا خیال لوگوں کو نہیں آسکتا۔ جس نے ابھی تک اپنی کسی سکیم کو چلایا ہی نہ ہو۔ جب تک پاکستان قائم نہیں ہوا تھا دشمن سمجھتا تھا کہ پاکستان کا خیال مجنونوں کی ایک بڑ ہے اور گو ایک حصہ مخالفت بھی کرتا تھا مگر بعض لوگ اس وجہ سے مخالفت نہیں کرتے تھے کہ جو چیز ابھی بنی ہی نہیں اس کی ہم مخالفت کیوں کریں یا کم سے کم وہ شدید مخالفت نہیں کرتے تھے لیکن جب پاکستان وجود میں آگیا تو جو اس کے مخالف تھے اور پاکستان کے قیام میں اپنی سکیموں کی تباہی دیکھ رہے تھے۔ ان کی مخالفت کا جذبہ بھڑک اٹھا اور انہوں نے سمجھا کہ اب ہمیں اس کو مٹانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

لیکن جہاں ایک طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسی چیز کے حصول کے بعد مخالفت بڑھ جاتی ہے وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ جب کوئی چیز مل جاتی ہے تو بسا اوقات اس چیز کو حاصل کرنے والے کے دل سے اس کی عظمت مٹ جاتی ہے اور وہ اس چیز کو کھو بیٹھتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں کثرت کے ساتھ ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بعض لوگوں نے بڑے بڑے کام کئے اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے سرتوڑ کوششیں کیں مگر جب مقصد حاصل ہو گیا تو مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور اس طرح وہ چیز جس کے حصول کے لئے انہوں نے سالہا سال قربانیاں کی تھیں اسے اپنی غفلت سے ضائع کر بیٹھے۔

آج سے تیس سال پہلے جب بلقان کی ریاستوں اور ٹرکی کی آپس میں جنگ ہوئی تو بلقانی ریاستیں جیت گئیں اور ٹرکی شکست کھا گیا۔ مگر جب اسے شکست ہو گئی تو بلقانی ریاستوں میں مال بانٹنے پر آپس میں لڑائی شروع ہو گئی اور وہی لوگ جو پہلے متحد ہو کر ٹرکی کے مقابلہ میں صف آراء تھے۔ آپس میں لڑنے لگ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں کئی علاقے ٹرکی کو واپس کرنے پڑے۔ غرض دنیا میں ایسی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں کہ جب تک جنگ جاری رہی لوگ قربانی کرتے رہے مگر جب کامیابی ہو گئی تو انہوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا اور وہ اتحاد و یک جہتی سے رہنے کی بجائے متفرق ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو چیز آچکی تھی وہ بھی ان کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک خطرہ سامنے ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں بہت جوش ہوتا ہے۔ لیکن جب خطرہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو وہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ خطرہ بدستور موجود ہوتا ہے۔ بیمار کی حالت جب تک خراب ہوتی ہے تیماردار بھی اور ڈاکٹر بھی بڑی توجہ سے علاج کرتے رہتے ہیں لیکن بسا اوقات جب بیمار کی طبیعت سنبھالا لیتی ہے تو ڈاکٹر بھی سمجھ لیتے ہیں کہ اسے آرام آرہا ہے اور تیماردار بھی اس خیال سے کہ اب تو اسے افاقہ ہے ادھر ادھر چلے جاتے ہیں۔ یا تھکے ہوئے ہوں تو لیٹ جاتے ہیں مگر اس دوران میں مریض کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو خطرات ان کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور وہ سستی اور غفلت کا شکار ہو جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن ہوشیار ہو کر فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ پاکستان کی حالت بھی اس وقت ایسی ہی ہے۔ پاکستان نام ہے اس ملک کے ایک ٹکڑے کا جسے پہلے ہندوستان کہا جاتا تھا.... جس ملک کا یہ ٹکڑا ہے وہ ملک زندہ ہے۔ اگر سارے ملک کا نام پاکستان ہوتا تو خطرہ کی کوئی صورت نہیں تھی مگر اب تین چوتھائی سے زیادہ حصہ زندہ موجود ہے اور 1/4 کو کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہے۔ پس پاکستان کے قیام سے خطرات دور نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے بڑھ گئے ہیں کیونکہ ہمارا ہمسایہ سمجھتا ہے کہ اسے پاکستان کے قیام سے سخت نقصان پہنچا ہے اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے تھے انہوں نے مسلمانوں میں جذبہ انتقام اتنا شدید طور پر پیدا کر دیا ہے کہ اب مسلمانوں کی طاقت پہلے سے کئی گناہ بڑھ گئی ہے۔ درحقیقت دنیا میں دو ہی چیزیں طاقت اور قوت کو بڑھاتی ہیں۔ جذبہ محبت یا جذبہ انتقام۔ مائیں جذبہ محبت کی وجہ سے بعض دفعہ ایسے ایسے کام کر جاتی ہیں جو عام حالات میں بالکل ناممکن نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی کو شدید صدمہ پہنچتا ہے تب بھی اس کے انتقام کا جذبہ تیز ہو جاتا ہے اسی وجہ سے محبت اور انتقام کے جذبہ کو جنون کہتے ہیں کیونکہ جنون کی حالت میں مجنون کی طاقتیں بہت بڑھ جاتی ہیں رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جب بدر کی جنگ ہوئی تو مسلمانوں کی طرف سے صرف تین سو تیرہ آدمی اس جنگ میں شریک تھے اور وہ بھی بالکل بے سروسامان اور ناتجربہ کار لیکن دشمن کا ایک ہزار سپاہی تھا اور وہ سارے کا سارا تجربہ کار آدمیوں پر مشتمل تھا۔ ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ ابوجہل نے ایک عرب سردار کو بھجوایا اور اسے کہا کہ تم یہ اندازہ کر کے آؤ کہ مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے۔ وہ واپس گیا تو اس نے کہا میرا اندازہ یہ ہے کہ مسلمان تین سو اور تین سو پچیس کے قریب ہیں ابوجہل اس پر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ہم نے میدان مار لیا۔ اس نے کہا اے میری قوم بے شک مسلمان تھوڑے ہیں لیکن میرا مشورہ یہی ہے کہ مسلمانوں سے لڑائی نہ کرو کیونکہ اے میری قوم میں نے اونٹوں پر آدمی نہیں بلکہ موتیں سوار دیکھی ہیں۔ یعنی میں نے جس شخص کو بھی دیکھا اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ آج میں نے مرجانا ہے یا مار دینا ہے اس کے سوا اور کوئی جذبہ ان کے دلوں میں نہیں پایا جاتا۔ گویا اس جذبہ انتقام نے مسلمانوں کو ایسی طاقت دے دی کہ ایک شدید ترین دشمن اسلام نے بھی ان کے چہروں سے پڑھ لیا کہ اب وہ اس میدان سے واپس نہیں لوٹیں گے سوائے اس کے کہ وہ کامیابی حاصل کر لیں یا اسی جگہ لڑتے ہوئے جان دے دیں۔ جب یہ جذبات کسی قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ اسے عام سطح سے بہت اونچا کر دیتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کچھ اور باتیں بھی ہیں جن کو ہمیں نظرانداز نہیں کرنا چاہئے اور یہ وہ کہ انتقام کا جذبہ صرف نقصان پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ احساس نقصان پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک شخص کے اگر دس روپے کوئی شخص چرا کر لے جائے اور اسے محسوس بھی نہ ہو تو اس کے اندر کوئی جذبہ انتقام پیدا نہیں ہو گا۔ لیکن دوسرے شخص کا اگر صرف ایک روپیہ کوئی شخص چرا لیتا ہے اور اسے اس کی چوری کا احساس ہوتا ہے تو اس کے اندر یقیناً جذبہ انتقام پیدا ہو جائے گا۔ پس جذبات حقیقت پر مبنی نہیں ہوتے۔ بلکہ احساس حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر ہم کو شدید سے شدید نقصان بھی پہنچا ہے لیکن ہمیں اس نقصان کا احساس نہیں تو محض نقصان اس بات کی دلیل نہیں ہو گا کہ ہمارے اندر جذبہ انتقام پیدا ہو گیا ہے یہی حال محبت کا ہے وہ بھی احساس پر مبنی ہوتی ہے (-) غرض انتقام کا جذبہ یا محبت کا جذبہ دونوں احساس پر مبنی ہوتے ہیں۔ جتنے احساسات تیز ہوں اتنا ہی یہ جذبہ بڑھا ہوا ہوتا ہے اور جتنے احساسات کم ہوں اتنا ہی اس جذبہ کا فقدان ہوتا ہے۔ پس ہمیں صرف اپنے نقصان کا ہی نہیں بلکہ احساس نقصان کا بھی جائزہ لینا پڑے گا۔ اسی طرح ہمیں دوسرے فریق کے نقصان اور اس کے احساس نقصان کا بھی جائزہ لینا پڑے گا۔ اگر اس کے بغیر ہم کوئی فیصلہ کر لیتے ہیں تو درحقیقت وہ صحیح فیصلہ نہیں کہلا سکتا۔

دوسری چیز جو پاکستان کے مستقبل کے متعلق ہمیں مدنظر رکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ پاکستان کا مستقبل محض (دین حق) کو اپنی عملی زندگی میں داخل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس بناء پر کیا تھا کہ ہماری تہذیب الگ ہے اور ہندو تہذیب الگ۔ جب مسلمانوں نے یہ مطالبہ کیا اس وقت پنڈت جواہر لال صاحب نہرو نے ایک مضمون لکھا تھا کہ بتاؤ تمہاری کون سی تہذیب ہے جو ہندوستانی تہذیب سے الگ ہے۔ ہم اس وقت کہہ سکتے تھے کہ یہ چیز عمل سے تعلق رکھتی ہے۔ عمل کا موقع آئے گا تو ہم تمہیں بتائیں گے کہ ہماری تہذیب کون سی ہے مگر اب جب کہ ہمیں اس تہذیب کو قائم کرنے کا موقع مل گیا ہے پنڈت

باقی صفحہ 7 پر

ایک اچھی بات

اللہ تعالیٰ نے صاحب ایمان کو دعا کرنے کو تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

محترم مقبول احمد ذبیح صاحب

مجیب احمد طاہر مربی سلسلہ

میرے پیارے اباجان مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح 19 جنوری بروز اتوار 1997ء کو میری شادی سے صرف 22 دن بعد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

بہت نیک وجود بہت سی خوبیوں کے مالک اس فرشتہ سیرت انسان کی زندگی اپنے بہت سے پہلو رکھتی ہے جو یقیناً ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ نے پرائمری میں قادیان سے آغاز کرکے نظارت مال آمد کی کرسی پر فریضہ خدمت ادا کرتے ہوئے 66 سال کی عمر میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور تقریباً ساری زندگی سلسلہ کے لئے گزاری۔

میرے اباجان اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور آپ کی دو بہنیں ہیں۔ آپ کو بچپن سے ہی داداجان محترم سردار عبدالحق صاحب شاکر نے وقف کر دیا تھا۔ داداجان نے اپنی ایک خود نوشت سوانح عمری میں اپنے خاندانی حالات لکھتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے کو وقف کرتے وقت یہ دعا لکھی "خدایا تو نے مجھے ایک بیٹا دیا جو سلامت رہا اسے بھی میں تیرے دین کی خاطر وقف کر رہا ہوں یا خدا قیامت تک میری نسل میں سے واقفین کا ایک سلسلہ جاری کر دے" اب تک آپ کی تین پشتیں ہیں اور خدا کے فضل سے تینوں میں یہ سلسلہ جاری ہے خدا تعالیٰ اسے جاری رکھے (آمین)

میرے اباجان میدان عمل میں دیار غیر بلاد افریقہ میں خدمات بجالا رہے تھے کہ داداجان اور دادی جان کا انتقال ہو گیا اور آپ نے پردیس میں اکیلے یہ صدمہ جھیلا پھر جب پاکستان آگئے تو آپ کی وفات کے وقت آپ کے چار بچوں میں سے تین دیار غیر میں تھے۔ میں محترم اباجان کے حوالہ سے اپنی یادوں کو اپنے بچپن سے بیدار کرتا ہوں۔ اباجان میری پیدائش سے دو تین ماہ قبل سیرالیون جا چکے تھے اور جب واپس آئے تو اس وقت میں پانچ برس کا ہو چکا تھا مجھے آج بھی وہ نظارہ اچھی طرح یاد ہے جب پہلے وقتوں میں مربیان کی آمد پر ربوہ سٹیشن پر اہالیان ربوہ اپنے مربیان کا والہانہ استقبال کیا کرتے۔ سینکڑوں کی تعداد ہوتی۔ پھولوں کے ہار پہنائے جاتے اور ایک عجیب جشن کا سماں ہوتا۔ میرے اباجان کا استقبال بھی اسی طرح ہوا۔ مہینہ دو مہینہ قبل گھر میں چرچے ہونے لگے گھر میں صفائیاں ہوئیں اڑوس پڑوس کھلے چہروں کے ساتھ آئے اور استقبال کی خوب تیاریاں تھیں میں تھا بچہ سب کی توجہ کا مرکز۔ اچھا تو بیٹا تمہارے ابا آرہے ہیں؟ انہیں کیسے پہچانو گے! جی! جس کے گلے میں لوگ ہار پہنائیں گے۔ چنانچہ ہم خراماں خراماں تیار باش ابو کو لینے اسٹیشن پہنچے۔ انتظار کے بعد جب ریل آئی تو بچپنے کے اور مناظر یا باتیں تو یاد نہیں لیکن اتنا یاد ہے کہ میں بھاگ کر ابو کی ٹانگوں سے لپٹ گیا لیکن ابا نے کوئی توجہ نہ کی رش بہت تھا کوئی رش میں سے بولا یہ آپ کا بیٹا ہے بس تو کیا تھا ابا نے سب کو چھوڑا اور پانچ سال کے بیٹے کو پہلی مرتبہ اپنے گلے سے لگا لیا وہ لمحات مجھے آج بھی یاد ہیں۔ ویسا سکون جو بجلی کی طرح سرایت کر گیا بیان سے باہر ہے۔ بس اس کے بعد ہم تھے ابو تھے اتنی شفقت اور پیار کہ مجھے ساری عمر میں صرف دو دفعہ کی چپت یاد ہے۔

ایک مرتبہ میں مغرب کی سنتیں ادا کئے بغیر گھر آگیا واپس آکر پوچھا سنتیں ادا کیں نفی میں جواب پاکر فرمایا جاؤ سنتیں ادا کرو خواہ گھر پر ہی کر لو چنانچہ عاجز نے جائے نماز بچھایا بھوک کی وجہ سے توجہ کھانے کی طرف تھی جلدی جلدی عبادت ادا کر رہا تھا ابھی سجدہ میں تھا کہ کمر پر تھپڑ رسید ہوا سیدھا اٹھا اور فوراً بولا سنتیں بھی پڑھاتے ہیں اور مارتے بھی ہیں لیکن اس وقت بہت شرمندگی ہوئی جب ابا نے توجہ دلائی کہ جائے نماز کا رخ قبلہ سے بالکل الٹی سمت تھا۔

دوسرے ایک موقعہ پر عاجز گھر سے بغیر بتائے صبح سے شام تک غائب رہا اس پر تھوڑی معمولی سرزنش ہوئی باقی ساری عمر مجھے پٹائی نہیں بلکہ پیار کے واقعات ہی یاد آتے ہیں۔ غربت کے باوجود کوشش کرتے کہ ہمیں ہر خوشی دیں۔ چھوٹا تھا تو ساتھ دفتر لے جاتے۔ عبادت پر ساتھ لے کر جاتے اور ہر وقت دین سے لگاؤ کا درس دیتے اور ہمیشہ تعلیم میں سبقت لے جانے کا فرماتے کبھی کبھار سکول کا چکر لگاتے اساتذہ سے آگاہی حاصل کرتے اور مجھے پیٹ پر بٹھا کر اپنے افریقہ کے بیتے ہوئے دنوں کی باتیں سادہ سادہ الفاظ میں بیان کرتے اور کئی سچی کہانیاں سن کر ہم محظوظ ہوتے۔

اباجان نے 1957ء میں جامعہ احمدیہ پاس کیا اس کے بعد اپنے محلّہ کے صدر بھی رہے پھر جب یوگنڈا سے واپس آئے تو موجودہ حضرت صاحب جو اس وقت صدر خدام الاحمدیہ تھے کی عاملہ میں بطور مہتمم مقامی بھی ڈیڑھ سال تک کام کی سعادت ملی آپ کے دور کے خدام ذکر کرتے ہیں کہ آپ نے بہت محنت اور خوش اسلوبی سے یہ فرائض سرانجام دیئے۔

اباجان کی زندگی کے حالات لکھیں تو صرف افریقہ پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اباجان اپنے ماضی اور حال کا موازنہ کرتے تو حضرت بانی سلسلہ کی برکات کا حصول یاد کر کے خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا کرتے مجھے بتاتے کہ بہت بچپن میں اگر میں وقف نہ ہوتا تو شاید اسی "نواں کوٹ" کی دیہاتی زندگی میں جہالت کی زندگی گزار دیتا بیٹا دیکھو میرے پر خدا نے کتنے احسان کئے میں اکیلا تھا خدا نے مجھے چار بیٹے دیئے پھر دین حق کی اشاعت کی غرض سے حصول علم کی توفیق پائی اور پھر دنیا کا بہت سا حصہ دیکھا اشاعت دین بھی کی اور بہت سی سیاحت بھی کی۔

اباجان اپنے تعلیمی کیریئر کا ذکر کرتے ہوئے خود بڑی عاجزی سے مجھے کہا کرتے کہ بھئی میں تو "رڑھ کھڑھ کے" بڑی مشکل سے پاس ہوا تھا۔ بعد میں تقریباً 18 برس افریقہ کے ممالک یوگنڈا' سیرالیون' تنزانیہ' اور زمبیا میں نہ صرف بطور مشنری بلکہ مشنری انچارج کے طور پر بھی کام کی سعادت ملی۔ اور پھر غربت کے باوجود خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ یوگنڈا سے واپس پر ارکان دین میں فریضہ زیارت بیت اللہ ماہ ذی الحجہ کی سعادت بھی ملی۔

آپ کے ذبیح تخلص کی وجہ میرے داداجان کی ایک رویا تھی کہ وہ اباجان کو ذبح کر رہے ہیں اسی نسبت سے آپ نے ذبیح لکھنا پسند کیا اور اس پر ایک گونہ مسرت کا اظہار فرماتے۔

نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ کا ایک غریب گھرانے کا بچہ اس طرح خدا کے فضلوں کو سمیٹتا ہے کہ پھر افریقہ کے مختلف ممالک کے سربراہان کو کتاب اللہ پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کرتا رہے۔ متذکرہ بالا چار ممالک کے علاوہ نیروبی اور زائر بھی گئے پھر دیار غیر میں جب زیادہ بیمار ہو گئے تو علاج کی غرض سے زمبابوے بھی گئے جہاں علاج کے ساتھ فریضہ دعوت الی اللہ کی بھی توفیق پائی۔

لیکن ایک اور افریقن ملک کے ذکر کے بغیر آپ کے دیس بدیس جانے کا ذکر ادھورا رہ جائے گا۔ وہ ہے افریقہ کا ایک خوبصورت ملک "ملاوی" لیکن اس کے ذکر سے قبل 1984ء کا ایک واقعہ سنا دوں میں اور اباجان باہر گھر کے صحن میں چارپائی پر بیٹھے 1984ء کے مخصوص جماعتی حالات کا ذکر کر رہے تھے اتنے میں اسیران راہ مولیٰ کا ذکر آیا تو بڑی بے قراری سے بولے ہمیں نجانے خدا کب یہ سعادت نصیب کرے گا ہمارے خاندان میں اس کی مثال نہیں ہے۔ بات آئی گئی ہو گئی لیکن 1988ء میں یہ بات میرے ذہن کو بہت الارم کرنے لگی۔ اباجان 1988ء میں ملک زمبیا میں تھے باقاعدہ خطوط لکھتے لیکن ہمیں دو تین ماہ خط نہ ملا ہم بہت پریشان ہوئے کہ خدا خیر کرے اتنے میں ایک خط تو ملا لیکن اس نے فکر میں اضافہ کر دیا کیونکہ ایک تو وہ خط ابا کا نہیں تھا دوسرے وہ جس افریقن نے انگلش میں لکھا تھا اس کے الفاظ تھے کہ تمہارے ابا جیل میں ہیں انہوں نے تمہیں آگاہ کرنے کو کہا ہے۔ اور خط پر ٹکٹ بھی کسی اور ملک "ملاوی" کے تھے جو زمبیا نہیں تھا۔ خیر ہم نے دفتر کو اطلاع دی دفتر نے حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا خدا کے فضل سے حضرت صاحب کی کوششوں سے رہائی ہوئی اباجان ملاوی میں چار ماہ قید رہے آپ کا جرم محض اشاعت دین تھا اس قید کے دردناک مفصل حالات الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکے ہیں رہائی کے بعد 1988ء میں حضرت صاحب نے ازراہ شفقت لندن بلا لیا اور جلسہ 1988ء کے درمیانی روز خطاب میں آپ کا اسیری کے حوالے سے ذکر بھی فرمایا اور فرمایا کہ قید کی وجہ سے جو آپ بہت کمزور ہو گئے ہیں اس وقت تک واپس نہیں جانا جب تک صحت بالکل ٹھیک نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے بہت شفقت فرمائی۔

حضرت صاحب کی شفقت کے اور واقعات بھی یاد آرہے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت امام جماعت الثالث نے جنوری کے شروع میں گھر پیغام بھجوایا کہ ذبیح صاحب مجھے ملیں اب سب گھر والے حیران تھے معلوم نہیں کیوں بلایا ہے۔ جب حضرت امام جماعت الثالث کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھا کہ حضرت صاحب کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی اچکن ہے اور فرمایا لو اسے پہن کر دکھاؤ۔

ابا نے پہنی تو فرمایا لگتا ہے درزی نے آپ کے لئے ہی سی ہے میں نے یہ پہن کر جلسہ پر تقریریں کی ہیں دیکھو جیبوں کی تلاشی نہ لینا اس میں کچھ نہیں ہے ہاں ایک رومال ہے اس میں خوشبو لگا دی ہے جو عرصہ تک نہیں جائے گی۔ چنانچہ یہ خوشی کی خبر لے کر لوٹے تو گھر میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ عاجز کی شادی پر جو آپ کی وفات سے 22 یوم قبل تھی آپ نے کہا میں نے وہی اچکن پہن کر بارات کے ساتھ جانا ہے چنانچہ 15-20 سال قبل ملنے والی اس اچکن کو ڈرائی کلینز والے کو دیا گیا۔ جب واپس آئی تو سب سے پہلے جیب دیکھی تو سفید رنگ کا حضرت امام جماعت الثالث کا رومال غائب پایا تو فوراً میرے روکنے کے باوجود کہ میں چلا جاتا ہوں فوراً خود دوکاندار کے پاس گئے جب وہ نہ مانا تو واپس آکر بڑی بے چینی سے نڈھال ہو کر بیڈ پر لیٹ گئے جیسے کوئی قیمتی متاع کھو جائے۔

چنانچہ مجھے کیا معلوم تھا کہ حضرت امام جماعت الثالث کے الفاظ "رومال کو میں نے ایک خوشبو لگائی ہے جو عرصہ تک رہے گی" اتنے گہرے تھے کہ اس رومال کے گم ہونے کے 22 دن بعد وہ دن آیا کہ ابو ایسے گم ہوئے کہ گویا اسی خوشبو کو پانے چلے گئے۔

اباجان کو خدا تعالیٰ نے دنیا کی بہت سی اقوام تک پیغام حق پہنچانے کی اس طرح توفیق عطا فرمائی کہ براعظم افریقہ یورپ امریکہ اور ایشیاء کے بہت سے ممالک میں قریہ قریہ بستی بستی اعلائے کلمہ حق کے لئے گھومتے رہے۔ آپ کی عمر کا 1/4 حصہ افریقہ میں بسر ہوا زیادہ حالات تکلیف دہ اور رقت آمیز ہی سناتے لیکن جب بھی افریقہ کی خبریں آتیں یا کوئی افریقن ملتا تو مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے اور چہرہ تمتما اٹھتا اور مجھے عمر کے آخر حصہ میں اکثر کہا کرتے کہ دیکھو اگر میرے بس میں ہو تو افریقہ کا ہر ملک جہاں رہ کر آیا ہوں وہاں جا کر اپنی یادیں تازہ کروں۔

جماعت برطانیہ کے جلسہ کے دوران جو پرانے بزرگ افریقن ان ممالک سے آئے ہوئے جہاں اباجان رہ کر آئے ہیں ان سے میں اپنے اور ابو کے حوالے سے ذکر کرتا تو خوشی سے وہ لوگ میرے گرد جمع ہو جاتے اور شیخ ذبیح شیخ ذبیح کے الفاظ بار بار دہراتے اور آپ کی خوبیاں بیان کرتے (افریقہ کے بعض ممالک میں شیخ مولوی کے لئے استعمال ہوتا ہے)

ابو جان کے نمایاں اوصاف میں سے تہجد اور امامت سے پختہ تعلق تھے ابو کی وفات کے بعد دوسرے کاغذات اتنے نہیں تھے جتنے حضرت

صاحب کے بابرکت جوابی خطوط اپنی ہر بات اپنے امام کو لکھتے اپنے بچوں کی شادیوں پر حضرت صاحب کی شمولیت کی کمی کو حضرت صاحب کے نمائندگان کے ذریعہ پورا کرنے کی درخواست کی وہ بھی حضرت صاحب نے ازراہ شفقت بذریعہ خط منظور فرمائی حضرت صاحب کی اس چٹھی کو ڈبل فریم کروا کر ایک اپنے گھر اور ایک میرے سسرال کی طرف رکھوایا غرضیکہ حضرت صاحب کی طرف سے ہر تبرک کو بہت سنبھال کر رکھتے اور باعث افتخار سمجھتے۔ جماعتی نظام کا اس قدر پاس تھا کہ اگر کوئی کسی وقت ناسمجھی سے بھی کوئی اعتراض کرتا تو ڈانٹ دیتے حالانکہ ڈانٹنا آپ کی طبع کے خلاف تھا۔

میرے زندگی وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ پر بہت خوش تھے اور خاص طور پر فرماتے کہ میرے دیار غیر میں ہوتے ہوئے تم نے اپنی مرضی سے یہ قدم اٹھا کر اپنے باپ کی راہ کی گویا تصدیق کی ہے اور حسن اتفاق ہے کہ جس سال یعنی 1991ء میں ابا جان ریٹائر ہوئے اسی سال عاجز مربی بن گیا تو اس کو بہت نیک شگون جانتے تھے ویسے خدا کے فضل سے ریٹائرمنٹ کے بعد تادم وفات آپ نے خدمت کی سعادت پائی۔ مجھے اپنی ایک رویاء اکثر سناتے کہ میں نے دیکھا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے نوٹس بورڈ پر یہ اعلان بہت نمایاں لکھا ہے کہ مجیب احمد طاہر ایم اے میں ساری یونیورسٹی میں اول رہا۔ اس پر مجھے بہت تحریک فرماتے کہ میرے دادا اپنے زمانہ میں بی اے تھے تم ایم اے کرو۔ باوجودیکہ اس کی علمی حیثیت کوئی نہیں تھی مگر جب آپ کے اصرار پر عاجز نے ایم اے کر لیا تو اپنی خواب سناتے اور مجھے بہت ابھارتے اور آئندہ بھی علمی میدان میں آگے بڑھنے کی تلقین فرماتے۔

ہمارے اصرار کے باوجود کہ آپ ریٹائر ہو چکے ہیں اپنے بچوں کے پاس کینیڈا سکونت اختیار کر لیں لیکن وہاں صرف چار ماہ کی رخصت گزار کر واپس آ گئے اور فرماتے کہ واقف زندگی کی ریٹائرمنٹ موت ہوتی ہے اور واقعی یہ قول سچ کر دکھایا۔

دین حق کے لئے اور دین کے احکام کے لئے بڑی غیرت تھی ایک مرتبہ کمر میں درد ہوئی تو ڈاکٹر کے پاس گئے ڈاکٹر عیسائی تھا اور آپ کا پرانا معالج تھا اور بہت حسن اخلاق سے پیش آتا اور اچھے مراسم تھے اسنے دوائی دی لیکن ساتھ ہی یہ فقرہ کہہ دیا کہ دراصل یہ جو آپ لوگ عبادت کرتے ہیں اس کی وجہ سے یہ تکلیف ہے۔ وہ دن اور آج کا دن پھر کبھی آپ نے اس ڈاکٹر کی طرف منہ نہ کیا۔

بظاہر یوں لگتا ہے کہ اچانک آپ کی وفات کا سانحہ ہوا لیکن مجھے معلوم پڑتا ہے کہ ابا جان کو ضرور کوئی تفہیم ہو چکی تھی ابو کی وفات کے بعد عاجز نے سب سے پہلے بذریعہ فیکس حضرت صاحب کی خدمت میں اطلاع کی حضرت صاحب نے ازراہ شفقت جنازہ غائب پڑھایا پھر میرے بھائی پاکستان آنا چاہتے تھے لیکن کچھ لیٹ ہو رہے تھے عاجز ان کو بار بار روکتا رہا۔ لیکن جب دو ہفتہ بعد ابو کا ہینڈ بیگ دیکھا تو اس میں بند لفافہ کے اوپر تحریر تھا "میری وصیت" اسے کھولا تو تسمیہ کے

باقی صفحہ 7 پر

بشکریہ "دی پاکستان ٹائمز" 7-اپریل 1996ء

این۔ ابن شیخ

تعلیم الاسلام کالج ربوہ

1972ء سے قبل اور بعد

A NATIONALISED COLLEGE: BEFORE AND AFTER 1972

تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کے نقصانات

(Demerits of Nationalisation)

کے عنوان سے جناب وقار حسین نے لاہور اور اسلام آباد سے شائع ہونے والے موقر انگریزی اخبار دی پاکستان ٹائمز کی 13 فروری 1996ء کی اشاعت میں ایڈیٹر کے نام مکتوب میں اپنے ان تین تعلیمی اداروں یعنی گورنمنٹ کالج، لاہور، ایف سی کالج، لاہور اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ (جہاں سے انہوں نے بالترتیب ایم اے۔ بی اے اور ایف اے کیا) کا دلچسپ تقابلی موازنہ کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ اس موازنہ کے لئے کوالیفائی بھی کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے 1972ء میں تعلیمی اداروں کو نیشنلائزیشن کے بعد ان کالجوں میں تعلیم حاصل کی تھی۔

جناب ایڈیٹر! تعلیمی پالیسی اور تعلیمی اداروں کی اس بحث کے ضمن میں راقم اپنے مادر علمی تعلیم الاسلام کالج کے دو ادوار کا باہمی مقابلہ و موازنہ کر کے دونوں زمانوں میں یعنی 1972ء سے قبل کے زمانہ اور قومی تحویل میں لئے جانے کے بعد کالج کے حالات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ راقم نے ٹی۔ آئی کالج کی فرسٹ ایئر کلاس میں اس وقت داخلہ کیا جب یہ ادارہ لاہور میں موجودہ اسلامیہ کالج سول لائنز کی عمارت میں قائم تھا۔ اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) کالج کے پرنسپل بلکہ بانی پرنسپل تھے اور ایک آئیڈیل فلوسوفیکل گائیڈ کے علاوہ میدان عمل میں بھی ایک راہنما کے طور پر اپنے طلباء کی نگرانی اور کردار سازی کرتے۔ اور چونکہ آپ حافظ کلام پاک بھی تھے اور جدید مغربی تعلیم سے بھی آراستہ تھے۔ لہذا ان کی شخصیت میں ایک خاص توازن اور انفرادیت تھی وہ جو علمی زندگی میں سادگی لیکن بلند سوچ اور بلند نگاہی کے حامل تھے اور اس مقولہ

Virtues of simple living and high thinking

کی علمی تعبیر تھے اور ایک مہربان باپ اور دردمند استاد کے طور پر یہی خوبیاں وہ اپنے طلباء میں بھی پیدا کرنے کے لئے سرگرم عمل رہتے تھے۔ کالج میں داخلہ کے وقت ہر امیدوار کا انٹرویو جناب پرنسپل صاحب خود لیتے تھے۔ جونہی طالب علم انٹرویو کے لئے پرنسپل آفس میں داخل ہوتا۔ آپ اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر طالب علم کو مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہتے اس سے مصافحہ کرتے اور سامنے کی کرسی پر عزت و احترام سے بٹھاتے۔ انٹرویو کا یہ سارا عمل فرسٹ ایئر کے طلباء کے لئے غیر معمولی عزت افزائی اور خود اعتمادی پیدا کرنے کا باعث بنتا۔ اس قسم کا مثبت اور عزت نفس کو قائم کرنے والا سلوک، آج کے دور میں تو کسی طالب علم کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس وقت کالج میں کل طلباء کی تعداد پانچ چھ صد کے لگ بھگ ہوتی تھی۔ اور سو ڈیڑھ سو طالب علم کالج کے فضل عمر ہوسٹل میں رہائش رکھتے تھے اور ان طلباء میں پشاور سے لے کر کراچی بلکہ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے طلباء شامل ہوتے تھے۔ کالج اور ہوسٹل کا نظم و ضبط اور ڈسپلن مثالی تھا اور طلباء سے قواعد و ضوابط کی سختی سے پابندی کروائی جاتی۔ بورڈ، یونیورسٹی کے امتحانات میں نقل تو دور کی بات ہے انٹرنل پروموشن میں بھی کوئی طالب علم نقل کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ اور جب راقم الحروف سیکنڈ ایئر میں پہنچا تو ٹی آئی کالج لاہور سے اپنی نئی تعمیر کردہ عمارت بمقام ربوہ ضلع جھنگ میں شفٹ ہو گیا۔ یہاں طلباء کی تعداد سات سو سے بڑھ گئی۔ اور دو سو سے زائد طلباء ہوسٹل میں رہتے تھے۔ ہوسٹل کے ان طلباء میں چالیس پچاس طلباء۔ احمدیہ کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ہوتے تھے جبکہ باقی ڈیڑھ صد سے زائد طلباء مختلف مذہبی فرقوں، گروہوں سے تعلق رکھتے تھے۔ تدریسی عملہ میں بھی مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ ہوتے۔ اور یہ تمام طلباء اور اساتذہ و کارکنان کالج آپس میں مکمل بھائی چارہ، امن و آشتی کے ماحول میں اور بغیر کسی قسم کے مذہبی تعصب کے، باہم مل جل کر رہتے تھے۔ اور کبھی بھی افراتفری یا ہنگامہ آرائی نے کالج کے علمی ماحول کو خراب نہیں کیا جس کی وجہ سے نہ صرف کالج کے بورڈ، یونیورسٹی کے امتحانات کے نتائج اچھے رہتے بلکہ دوسری زائد از نصاب سرگرمیوں اور کھیلوں وغیرہ مثلاً باسکٹ بال، بوٹنگ، روئنگ وغیرہ میں کالج کی کارکردگی لاہور کے اعلیٰ مدمقابل کالجوں سے بہتر رہتی۔ خاص طور پر باسکٹ بال اور بوٹنگ میں ربوہ کالج سالہا سال تک چیمپئن شپ

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

O

کل سے اپنی ذات کے جز کو جدا کیسے کروں
خودکشی کرنے کا اپنی حوصلہ کیسے کروں

اپنے گرد و پیش میں محسوس کرتی ہوں تجھے
میں ترا انکار اے میرے خدا کیسے کروں

دید پہ مچلے ہوئے دل کی یہ ضد بھی خوب ہے
جسکو دیکھا ہی نہیں اس سے وفا کیسے کروں

حسن کے جلوے تو ہیں اتنے حجابوں میں نہاں
پیار کا اظہار پھر میں برملا کیسے کروں

زنگ آلودہ جو دل ہے کیسے صیقل ہو سکے
صاف کرنے کی اسے میں ابتدا کیسے کروں

ہوں بہت کمزور میں کیسے نبھاؤں عہد کو
آپ بتلائیں کہ تجدید وفا کیسے کروں

بے نوائی، بے بسی، بے مائیگی، درماندگی
مالکا! میں بندگی کا حق ادا کیسے کروں

ذہن و دل جکڑے ہوئے ہیں نفس کی زنجیر میں
قید سے اپنی ہی میں خود کو رہا کیسے کروں

میں شکستہ پر یہاں اور آپ کی اونچی اڑان
خود بتائیں طے میں اتنا فاصلہ کیسے کروں

ق

کچھ نہ کچھ تو بے نیازی کا مری ہو گا قصور
دوستوں کی سردمہری کا گلہ کیسے کروں

جن کے دم سے زندگی کی محفلیں آباد ہیں
ان سے ترک دوستی کا فیصلہ کیسے کروں

"زندگی نکلی مسلسل امتحاں در امتحاں"
سہل اس کی مشکلوں کا مرحلہ کیسے کروں

مجھ کو سجدے میں گرا دیتا ہے میرا اضطراب
مطمئن ہو جاؤں گر میں تو دعا کیسے کروں

کیا کروں چارہ کہ کھل جائے ترا باب کرم
اپنے درد نارسائی کو رسا کیسے کروں

کتنے ہی کشکول اپنے سامنے رکھے ہوئے
سوچتی رہتی ہوں عرض مدعا کیسے کروں

کس طرح مانگوں دعا کہ جو ہلا دے عرش کو
خوں فشانی کس طرح، آہ و بکا کیسے کروں

صاحبزادی امتہ القدوس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

افغانستان کی خانہ جنگی کا آخری حل

کچھ عرصہ سے افغانستان میں جنگی جوش و خروش میں کچھ کمی نظر آنے لگی تھی لیکن ایک بار پھر طالبان کے مخالف متحدہ دھڑے نے کابل پر قبضہ کرنے کی کوشش شروع کر دی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی صلح کرانے والے بھی تمام مصروف کار ہیں۔ لیکن دونوں دھڑوں کی ہٹ دھرمی اب پہلے سے بھی زیادہ شدید ہو چکی ہے اس لئے کسی سیاسی فیصلے کی امید مشکل ہی سے کی جا سکتی ہے۔ اگرچہ جنگ کے اس نئے دور سے پہلے طالبان کی شدت پسندی اور ہٹ دھرمی اس قسم کے فیصلے میں حائل تھی۔ کیونکہ جس تیزی سے انہوں نے افغانستان کے بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا تھا وہ بقیہ حصے پر بھی قبضے کے متعلق بڑے پر امید تھے اور اسی لئے کسی تصفیہ کے مخالف۔ لیکن اس آخری دور میں ان کو کافی سرزنش ہو چکی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ تاہم انہیں زیادہ فکر اپنے قیدیوں کی واپسی کے لئے ہے۔ لیکن احمد شاہ مسعود اور ان کے اتحادی اب طالبان پر اعتبار کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اگر مذاکرات کرنے ہیں تو سیاسی فیصلہ سے قبل وہ ان قیدیوں کو آزاد نہیں کریں گے۔ اس کے علاوہ ان کا مطالبہ ہے کہ سیاسی مفاہمت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے کابل کو طالبان کی فوجوں سے خالی کروایا جائے۔ جبکہ طالبان کے لئے یہ مطالبہ کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سیاسی محاذ پر اب پھر ایک خاموشی سی چھا گئی ہے۔ اگرچہ امن کے پیغامبر تو بڑھتے جا رہے ہیں لیکن امن دور سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کا نمائندہ مسٹر نار برٹ ہال۔ ایران کے ڈپٹی وزیر خارجہ 'اور پاکستان کے محکمہ خارجہ کے سفارت کار تمام کے تمام اپنی تمام شٹل ڈپلومیسی کے باوجود ناکام ہو چکے ہیں۔ اور کوئی حل سامنے نہیں آ رہا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار ان جنگی سرداروں کی ہٹ دھرمی سے ملک کا نسلی بنیادوں پر بٹوارہ ہی آخری حل ہو گا۔

تعارف دینی کتب

انتصار احمد نذر مربی سلسلہ

الاتقان فی علوم القران

مصنف حضرت امام سیوطی۔ جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر سیوطی وفات 911ھ

حضرت امام سیوطی کا شمار ان علمائے کاملین میں ہوتا ہے جنہوں نے قرآنی علوم پر بے پناہ تحقیقی کام کیا خاص طور پر ان کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن کو بہت اہم مقام حاصل ہوا کیونکہ یہ اپنی نوع میں ایک منفرد کتاب ہے اس سے پہلے علوم حدیث پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی تھیں لیکن کسی کو علوم قرآن پر کوئی کتاب لکھنے کا خیال نہ آیا اس کام کو امام سیوطی نے بڑی کامیابی سے مکمل کیا اور الاتقان کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا خود امام سیوطی اتقان کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ

"مجھے طالب علمی کے زمانے میں اس بات پر بڑا تعجب ہوتا تھا کہ متقدمین علماء نے علوم حدیث پر تو بہت سی کتابیں لکھیں لیکن علوم قرآن پر کوئی کتاب نہ لکھی۔"

(الاتقان فی علوم القرآن ص 3 ناشر سہیل اکیڈمی لاہور)

امام سیوطی سے پہلے اگرچہ کچھ لوگ اس موضوع پر قلم اٹھا چکے تھے لیکن باقاعدہ منظم اور مرتب شکل میں آپ ہی نے اسے اہل علم کے سامنے پیش کیا اور علوم قرآن پر صرف اسے ہی غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔

الاتقان سے پہلے علوم قرآن پر جو کام ہوا وہ کیسے آگے بڑھتا رہا اور پھر امام سیوطی نے اسے کیسے سمیٹا اس کی تفصیل ہمیں الاتقان فی علوم القرآن کے اردو ترجمہ کے دیباچے میں ملتی ہے جو مولانا عبد الحلیم چشتی نے کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے آٹھویں صدی ہجری میں علامہ بدر الدین زرکشی (متوفی 794ھ) نے "البرھان فی علوم القرآن" نامی کتاب لکھی اور 47 انواع علوم قرآن پر اس میں بحث کی۔ اس موضوع پر یہ ایک نہایت کامیاب تالیف ہے اور سیوطی کی کتاب الاتقان کی اساس اور بنیادی کتاب ہے۔ نویں صدی ہجری میں جلال الدین عبد الرحمان بلقینی شافعی (متوفی 829ھ) نے قرآن مجید کے علوم پر مواقع العلوم من مواقع النجوم لکھی پھر اس موضوع پر محی الدین محمد بن سلیمان کافیجی (متوفی 856ھ) نے التیسیر فی علوم التفسیر لکھی 872ھ میں سیوطی نے اپنی مبسوط تفسیر مجمع البحرین و مطلع البدرین کا مقدمہ لکھا جس میں علوم قرآن پر بحث کی اور اس کا نام التعبیر فی علوم التفسیر رکھا اس میں موصوف نے قرآن مجید کے 102 علوم پر تبصرہ کیا اس کتاب کی اصل اور بنیاد علامہ بلقینی کی کتاب مواقع العلوم ہے اس کے دو مخطوطے جامعہ ازھر (قاہرہ) کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

اس کی تالیف کے بعد سیوطی کو جب زرکشی کی کتاب البرھان کا علم ہوا اور وہ کتاب ان کو مل گئی تو موصوف نے اس کو سامنے رکھ کر از سر نو مجمع البحرین کا مقدمہ لکھنا شروع کیا جو 878ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچا یہی مقدمہ الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے عالم میں مشہور ہے۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے اپنی تحقیق شامل کی ہے جس کے مطابق "الاتقان فی علوم القرآن امام سیوطی کے کارناموں میں زیادہ نمایاں اور سب سے مفید کتاب ہے اس میں انہوں نے اپنے شیخ کافیجی کی کتاب کا ذکر کیا ہے اور اس کو بہت کم تر سمجھا ہے، شیخ بلقینی کی کتاب مواقع العلوم کا بھی ذکر کیا ہے اور اس کو بھی کمتر گردانا ہے موصوف کو التعبیر کی تالیف کے بعد زرکشی کی جامع کتاب ملی تو از سر نو کتاب لکھنی شروع کی اور اس پر اتنا اضافہ کیا کہ انواع علوم کی تعداد اسی (80) تک پہنچ گئی اور اس کو اپنی عظیم الشان تفسیر (جس کو انہوں نے شروع کر رکھا تھا اور جو مجمع البحرین کے نام سے موسوم ہے کا مقدمہ بنا دیا۔ سیوطی نے اتقان میں سینکڑوں منتشر اہم مفید اور نادر معلومات جمع کی ہیں جن سے کتاب البرھان یکسر خالی ہے۔"

مصنف نے کتاب کو ابواب کی بجائے انواع میں تقسیم کیا ہے اور یہ 80 انواع پر مشتمل ہے۔ پہلی نوع میں مکی اور مدنی آیتوں کی شناخت کا بیان ہے اور آخری نوع میں مفسرین کے مختلف طبقات بیان کئے گئے ہیں۔

سہیل اکیڈمی لاہور نے الاتقان کو ایک ہی جلد میں شائع کیا ہے اور قاضی ابوبکر باقلانی کے نوٹ حاشیئے پر دیئے ہیں۔ اس عظیم کتاب کا پہلا اردو ترجمہ مولوی محمد حلیم انصاری نے کیا اور میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی نے اسے دو جلدوں میں شائع کیا۔

آپ کا خط ملا

مکرم ملک منور احمد عارف جہلمی صاحب رحمان کالونی ربوہ سے لکھتے ہیں۔

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ 18 اگست 1997ء کے الفضل میں مکرم سید منصور احمد بشیر مربی سلسلہ کا ایک مضمون بعنوان "ربوہ کی امتیازی خصوصیات" شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ "ربوہ کی بنیاد جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے بیس ستمبر 1948ء ظہر کی عبادت کے بعد رکھی۔ اس وقت 250 دو سو پچاس افراد موجود تھے"۔

نامعلوم 250 کی تعداد کہاں سے لی گئی ہے۔ حالانکہ اس تقریب سعید میں 619 چھ سو انیس افراد شامل ہوئے تھے۔ جنکی فہرست تاریخ احمدیت جلد 12 کے صفحہ پر 460 تا 472 شائع ہو چکی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ مجھ ناچیز کو بھی اس مبارک تقریب میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہو گئی تھی۔ خاکسار کا نام تاریخ احمدیت جلد بارہ کے صفحہ 471 پر درج ہے۔ بنیاد ربوہ سے صرف ایک ہفتہ قبل 13 ستمبر 1948ء کو میرے والد بزرگوار مکرم میاں سلطان بخش صاحب صدر جماعت احمدیہ کلر کہار مجھے چنیوٹ ہائی سکول میں داخل کروا گئے تھے خاکسار اس وقت پانچویں جماعت کا طالب علم تھا۔

چونکہ یہ تاریخی واقعہ ہے لہٰذا براہ کرم اس کی تصحیح فرما دی جائے۔ شکریہ

بقیہ صفحہ 5

حاصل کرتا رہا۔ کالج کا ادبی مجلہ "المنار" ایک بلند پایہ رسالہ تسلیم کیا جاتا تھا جو ہر تین ماہ بعد شائع کیا جاتا۔ کالج کی سالانہ کانووکیشن 'باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہوتی جس میں ملکی و غیر ملکی بلند پایہ شخصیات 'اہل علم 'سائنسدان 'سفارتکار سفیر 'وزیر' ادیب اور مختلف ماہرین شعبہ جات کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا جاتا اور یہ سب تقریبات اور سالانہ مباحثے اور مشاعرے 'طلباء کے ذہنوں پر اور کیریکٹر کی تشکیل میں گہرا مثبت اثر مرتب کرتے۔

لیکن 1972ء میں کالج کو قومی تحویل میں لئے جانے کے پچیس سال بعد' آج جب ہم اس کالج کی حالت دیکھتے ہیں تو یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ادارہ نظر آتا ہے۔ اور کالج کی عمارت منجو ڈارو سے ملتی جلتی تصویر پیش کرتی ہے اور کالج کی مثبت تعمیری تخلیقی سرگرمیاں اور زائد از نصاب تقریبات / کارکردگی نہ ہونے کے برابر اور حوصلہ شکن ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ گزشتہ آٹھ دس سال سے کالج کی سالانہ کھیلیں بھی نہیں ہوئیں۔

جناب ایڈیٹر! آپ کے معزز مراسلہ نگار کے اخذ کردہ نتائج سے اتفاق کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں جب وہ کہتے ہیں کہ "نجی ملکیت کے احساس سے جنم پذیر ہونے والا محرک جذبہ' چاہے اس کے پیچھے خدمت خلق کا مقصد ہو یا کہ اخلاقی' مذہبی یا انسانیت کی اقدار ہوں یا ذاتی نظریات و تصورات مثبت' یا مقصد رکھنے والا یہ محرک جذبہ۔ سرکاری یا قومی تحویل میں لئے گئے اداروں میں پیدا نہیں ہو سکتا۔"

آیئے امید رکھیں کہ کہ بالآخر عقل سمجھ کو شعوری بالادستی حاصل ہو کر رہے گی۔ اور آج کے دور میں ہمارے تعلیمی اداروں میں جس قسم کی منفی بے عملی' خود غرضی' نفسا نفسی' بد نظمی اور کردار سازی کی بجائے کردار کشی کا جو منظر یا ماحول نظر آتا ہے وہ سب ختم کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہمارے تعلیمی اداروں' میں پاکستان کی نئی نسل کو حقیقی معنوں میں آزادانہ غور و فکر کا اکیڈیمک ماحول اور سوچ بچار کا صحت مندانہ مقابلے کا رجحان اور آگے بڑھنے اور بڑھانے والا حوصلہ افزائی کا عنصر مہیا کر دیا جائے تو یقیناً خود انحصاری کی حامل قومی ترقی اور خوشحالی کا خواب شرمندہ تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

(ایڈیٹر کے نام مکتوب "دی پاکستان ٹائمز" 7-اپریل 1996ء

(ترجمہ ایس ایم شیخ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم مظفر احمد صاحب سائیکل ورکس ڈگری کالج روڈ ربوہ کو کافی عرصہ سے دل اور گردے میں سخت تکلیف ہے احباب جماعت سے کامل شفاء یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم عبدالسلام (شامی) نصیر آباد ربوہ بعارضہ یرقان بیمار ہیں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں احباب جماعت سے انکی جلد صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کرتے ہوئے مکرم رفیع احمد صاحب بٹ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچہ کا نام "محمد احمد" تجویز ہوا ہے۔ بچہ مکرم رفیق احمد صاحب بٹ آف تتلے عالی ضلع گوجرانوالہ کا پوتا اور مکرم عبدالسلام صاحب آف تتلے عالی کا نواسہ ہے۔ احباب سے بچہ کے خادم دین ہونے اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نکاح

○ مکرمہ صائمہ مقبول صاحبہ بنت مکرم مقبول احمد صاحب قریشی ٹمپل روڈ لاہور کا نکاح ہمراہ مکرم غلام مرتضیٰ صاحب ابن مکرم غلام حیدر صاحب مقیم کینیڈا مبلغ ڈیڑھ لاکھ حق مہر کے عوض مورخہ 19 مارچ 1997ء کو مکرم طاہر احمد مبشر صاحب مربی سلسلہ نے بعد مغرب اسلامیہ پارک لاہور میں پڑھا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

دعوت ولیمہ

○ مورخہ 27 جولائی 1997ء کو مکرم چوہدری شریف احمد صاحب (کلو) پنشنر صدر انجمن احمدیہ ربوہ حال ٹورنٹو کینیڈا نے اپنے بڑے لڑکے افتخار احمد کی دعوت ولیمہ کا ایک انڈین ریسٹورنٹ موسوم بہ "دعوت ریسٹورنٹ" سی ساگا ٹورنٹو کینیڈا میں وسیع پیمانہ پر اہتمام کیا۔ محترم شیخ محمد رفیق صاحب صدر حلقہ نارتھ یارک نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مکرم افتخار احمد صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ لبنیٰ منورہ بنت مکرم محمد یونس صاحب (وفات یافتہ) ریٹائرڈ چیف وارنٹ آفیسر دارلبرکات ربوہ سے محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ نے مورخہ ۱۱ اپریل 96ء کو بعوض ایک لاکھ روپے حق مہر بعد عصر الیست المبارک ربوہ میں پڑھا تھا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندانوں کے لئے ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔

اعلان

○ سبزی مارکیٹ رحمت بازار میں چند دکانیں خالی ہیں خواہش مند احباب موقع سے فائدہ اٹھائیں نیز 12 عدد دکانیں زیر تعمیر ہیں۔ اچھا موقعہ ہے خواہش مند احباب اپنی اپنی درخواستیں صدر صاحب محلہ کی سفارش کے ساتھ ناظم جائیداد کے نام بھجوائیں۔

(ناظم جائیداد)

دوسری سالانہ علمی ریلی واقفین نو ضلع راولپنڈی

○ مورخہ 15 جون 97ء ضلع راولپنڈی کے واقفین نو کی ایک علمی ریلی بیت الحمد راولپنڈی میں منعقد ہوئی۔ اس میں راولپنڈی شہر کے علاوہ گجر خان اور چنگا بنگیال کی جماعتوں کے واقفین نو نے بھی شرکت کی۔ مقابلہ جات دو مختلف مراحل میں کرائے گئے۔

مورخہ یکم جون اور 8 جون کو ابتدائی مرحلہ کے مقابلہ جات ہوئے۔ ان مقابلہ جات کے لئے راولپنڈی کے 26 حلقہ جات کو 4 حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ان مقابلہ جات میں اول اور دوم آنے والے بچوں اور بچیوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ ان مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کے فائنل مقابلہ جات 15 جون 97ء کو بیت الحمد میں منعقد ہوئے۔ مقابلہ جات کے تین معیار تھے۔ معیار اول۔ معیار دوم اور معیار سوئم ہر سہ معیار کے بچوں اور بچیوں کے مابین مقابلہ تلاوت۔ نظم۔ تقریر اور نصاب کے مطابق امتحان کے دلچسپ مقابلے ہوئے۔ ان مقابلہ جات میں 66 بچوں اور بچیوں نے مجموعی طور پر 124 مقابلہ جات میں حصہ لیا یہ مقابلہ جات صبح ساڑھے آٹھ بجے شروع ہو کر سوا بارہ بجے ختم ہوئے۔ بعد ازاں تقسیم انعامات کی تقریب محترم مجیب الرحمان صاحب امیر ضلع راولپنڈی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت کلام الہی سے ہوا جو عزیزہ عائشہ سلمیٰ نے کی۔ نظم عزیزہ رضوانہ داؤد نے پیش کی۔ مکرم کرنل ولی الرحمان صاحب سیکرٹری وقف نو نے رپورٹ پیش کی۔ محترم امیر صاحب نے اول۔ دوم اور سوئم آنے والے بچوں اور بچیوں میں انعامات تقسیم کیے اور خطاب فرمایا۔ آپ نے والدین کو انکی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا پر تقریب کا اختتام ہوا جو محترم امیر صاحب نے کروائی۔

تمام حاضرین والدین اور بچوں کی دوران مقابلہ جات ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی۔ علاوہ ازیں تمام شامل ہونے والے بچوں کو گفٹ پیک دیے گئے۔

اس پروگرام کے کامیاب انعقاد کے لئے محترم کرنل ولی الرحمان صاحب (سیکرٹری وقف نو ضلع راولپنڈی) کے ساتھ محترمہ امتہ الجمیل شگفتہ صاحبہ (صدر لجنہ راولپنڈی) محترمہ روبینہ نعیم صاحبہ مکرم پرویز احمد منہاس صاحب مکرم سید ارشاد احمد صاحب مکرم نصیر الدین خان صاحب اور مکرم طاہر شہزاد صاحب اور دیگر سیکرٹریان' رضا کار ٹیچرز نے بڑی محنت اور کوشش سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سبکو بہترین اجر عطا فرمائے۔

(وکالت وقف نو)

اجراء فرنچ کلاس برائے واقفین نو راولپنڈی

○ مورخہ 14 جولائی 97ء بیت العطاء پشاور روڈ راولپنڈی میں واقفین نو بچوں کو فرنچ زبان سکھانے کی کلاس کا اجراء کیا گیا۔ اس کلاس کا افتتاح مکرم فضل الرحمان صاحب (نائب امیر ضلع راولپنڈی) نے کیا۔ آپ نے بچوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "آپ بچوں نے بڑے بڑے کام کرنے ہیں اور ان کاموں کو پورا کرنے کے لئے آپ کو مختلف زبانیں آنی چاہیں اس لئے بچپن ہی سے زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ دیں تاکہ بڑے ہو کر کوئی مشکل پیش نہ آئے"۔

راولپنڈی میں بچوں کو زبانیں سکھانے کے پروگرام کی انچارج محترمہ قدسیہ خالد سعید صاحبہ ہیں۔ بچوں کو ویڈیو کیسٹس اور استاد کی مدد سے زبان سکھائی جائے گی۔ محترم پروفیسر مشتاق احمد صاحب اس وقت بچوں اور بڑوں کو زبان سکھانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

وکالت سیکرٹری صاحب وقف نو مکرم کرنل ولی الرحمان صاحب اور انکے معاونین کی کاوشوں پر سب کی مشکور ہے۔

(وکالت وقف نو)

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی بابت ترکہ مکرم غلام علی صاحب)

مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی ورثاء مکرم چوہدری غلام علی صاحب ولد چوہدری نظام دین صاحب سکنہ فیکٹری ایریا ربوہ نے اطلاع دی ہے کہ موصوف بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ انکی امانت ذاتی نمبر 4/14 امانت تحریک جدید ربوہ میں مبلغ 00۔4300 روپے جمع ہیں۔ یہ رقم ہمیں ادا کی جائے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

(1) مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی
(2) مکرم لطیف احمد صاحب بھٹی
(3) محترمہ نذیراں بی بی صاحبہ
(4) مکرم غلام احمد صاحب بھٹی
(5) محترمہ سید بیگم صاحبہ
(6) محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو تیس (30) یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء)

بقیہ صفحہ 3

نہرو اور ان کے ساتھی اگر ہم سے یہ سوال کریں کہ وہ کون سی تہذیب ہے جس کے لئے تم نے پاکستان مانگا تھا تو یقیناً وہ اپنے مطالبہ میں حق بجانب ہوں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ جس تہذیب کے بچانے کا ہم دعویٰ کر رہے تھے وہ ایرانی نہیں تھی۔ نہ وہ پٹھانی۔ بلوچی' سندھی' پنجابی یا بنگالی تہذیب تھی کیونکہ نہ ہم سارے پنجابی تھے اور نہ ہم سارے بنگالی تھے۔ پھر وہ کیا چیز تھی جس کے لئے ہم سب لڑ رہے تھے۔ یقیناً (دین حق) ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہم سب میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ اور (دینی) تہذیب ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے قیام کا ہم میں سے ہر شخص خواہش مند تھا۔ اس تہذیب کے قیام کے لئے ہم نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ اب جبکہ علیحدگی ہو چکی ہے سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے وہ غرض پوری کرلی ہے جس کے لئے ہم نے علیحدگی طلب کی تھی۔ اگر ہم نے اس غرض کو پورا نہیں کیا تو دنیا ہمیں کہے گی کہ تم نے غلط دعویٰ کیا تھا در حقیقت تم الگ ذاتی حکومت چاہتے تھے مگر ناواقف لوگوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے تم نے (دینی) تہذیب کے نام سے شور مچا دیا (-) پس انفرادی اور قومی زندگی میں (دین) کو داخل کرنا ہمارا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یقیناً ہم اپنے دعویٰ میں سچے نہیں سمجھے جا سکتے۔ (-) پس پاکستان اس منزل کے حصول کے لئے یقیناً ایک قدم تو ہے مگر بہرحال وہ ایک اینٹ ہے اس عمارت کی جو ہم نے ساری دنیا میں قائم کرنی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس عظیم الشان مقصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جس قدر بھی قربانیاں کر سکیں۔ ان سے کبھی دریغ نہ کریں۔

بقیہ صفحہ 5

بعد پہلے نمبر پر لکھا تھا کہ میری وفات کی سب سے پہلے اطلاع حضرت صاحب کو بذریعہ فیکس کی جائے اور تیسرے نمبر پر لکھا تھا تدفین جلد کی جائے کسی رشتہ دار کا بلاوجہ انتظار نہ کیا جائے اور یہ وصیت 96-6-21 کی تحریر کردہ تھی۔ اللہ اللہ کیا شان تھی کہ تیار ہو کر خدا کے حضور جا رہے ہیں۔ جس دن وفات ہوئی ہم دونوں نے صبح مل کر سحری کھائی اور خوب باتیں کیں بلکہ وفات سے پہلی رات تو رات گئے تک ابا جان باتیں کرتے رہے

ابا جان نے بہت سادہ اور وقف کی روح کے مطابق زندگی بسر کی اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت عطاء فرمائے اور درجات بلند کرتا چلا جائے اور ہمیں ابو کی تمام نیکیاں زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 21 اگست-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 31 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 38 درجے سنٹی گریڈ

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس شیخ ریاض احمد کی سربراہی میں قائم فل بنچ نے احتساب ایکٹ کے آئینی جواز۔ احتساب بنچوں کی تشکیل اور چیف احتساب کمشنر کے دائرہ اختیار کے خلاف دائر آئینی درخواستوں کی سماعت مکمل کر کے فیصلہ محفوظ کرلیا ہے۔ اٹارنی جنرل نے اپنے دلائل میں کہا کہ ملک میں بدعنوانی کینسر کی طرح پھیل چکی ہے۔ جس سے پورا معاشرہ متاثر ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے بدعنوانی ذاتیات تک محدود تھی۔ لیکن چند سالوں سے بدعنوانی کی وبا سرکاری حلقوں تک پھیل گئی اور قومی خزانہ لوٹا جانے لگا عدالت نے کہا کہ بدعنوانی کے خاتمہ تک سب متفق ہیں لیکن احتساب کمشنر کے ہوتے ہوئے احتساب سیل کی کیا حیثیت ہے۔ اور احتساب کے عمل کا آغاز 86ء کی بجائے 90ء سے کیوں کیا گیا ہے۔ اس طرح 90ء سے پہلے کرپشن کرنے والے بچ جائیں گے۔ احتساب کی زد میں پٹواری۔ میٹر ریڈر۔ اور کانسٹیبل کی سطح کے اہلکار آتے رہے ہیں۔ کیا یہ امتیازی بات نہیں کہ 90 سے پہلے جن لوگوں نے کرپشن کی وہ صاف بچ جائیں گے۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ احتساب کمشنر خود مختار ادارہ ہے۔ اور احتساب سیل سے بالاتر ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ خصوصی عدالتوں کا ایک بھی جج چیف جسٹس کی منظوری کے بغیر مقرر نہیں ہوگا۔ اپیلٹ کورٹ خود ہائی کورٹ ہے۔ اس کے جج بھی چیف جسٹس منتخب کریں گے۔ خصوصی عدالتوں کے متعلق عدلیہ کا اپنا موقف ہے۔ اور ہمارا اپنا' لیکن کوئی تصادم نہیں۔ خصوصی عدالتوں پر نظر رکھنے کے لئے مانیٹرنگ سیل قائم کر دیا گیا ہے۔ دہشت گرد اور فرقہ پرست ملک کی سلامتی کے درپے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ بھاری مینڈیٹ والی حکومت ملکی ترقی کے پروگرام پر عمل کرسکے۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ کی رہائش گاہ کے باہر فائرنگ کی گئی جب وہ گھر کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ سیکورٹی کے عملے نے پوزیشنیں سنبھال لیں۔ لیکن کارروائی نہ کی جا سکی۔ ملزمان پر اسرار طور پر غائب ہو گئے پولیس نے مقدمہ درج نہیں کیا۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ کیا فائرنگ چیف جسٹس کو ڈرانے دھمکانے کے لئے کی گئی تھی یا کسی کی شرارت تھی۔

○ ابتدائی رپورٹ کے مطابق چیف جسٹس کے گھر کے باہر ہوائی فائرنگ باراتیوں نے کی تھی۔

○ چیف جسٹس کی رہائش گاہ کے باہر فائرنگ کے خلاف وکلاء نے دو گھنٹے کی ہڑتال کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے چیف جسٹس کی رہائش کے سامنے فائرنگ کرنے والے ملزمان کو جلد گرفتار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی میں سیل ایجنسیاں متحرک ہوگئیں۔

○ کراچی میں فائرنگ اور تشدد کے واقعات میں پانچ افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اتحاد ٹاؤن میں چھ مسلح افراد نے گھر کے اندر گھس کر 45 سالہ نوجوان کو قتل کر دیا عیسیٰ نگری قبرستان سے 28 سالہ نوجوان کی نعش برآمد ہوئی۔ مقتول کا گلا کاٹا ہوا تھا۔

○ لیاقت پور اور ہیڈ برج کی تعمیر میں گھپلوں کی تحقیقات مکمل کر لی گئی ہے۔ اس میں ملوث ایگزیکٹو انجینئروں۔ چار ایس ڈی او' تین سب انجینئروں اور ٹھیکداروں کی گرفتاری کے لئے وزیر اعظم سے منظوری حاصل کر لی گئی ہے۔ 22 کروڑ کی لاگت سے تعمیر ہونے والا پل چار سال میں ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔

○ وزیر اعظم نواز شریف 22 ستمبر کو امریکہ کے دورے پر روانہ ہوں گے۔ جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت اور سرمایہ کاری کانفرنس سے خطاب کریں گے۔

○ وفاقی وزیر قانون و انصاف خالد انور اور وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے چیف جسٹس سے ملاقات کر کے فائرنگ کے واقعہ پر اظہار تشویش کیا ہے۔

○ جیا بگا (لاہور) میں دہشت گردوں نے خطیب مسجد کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

○ پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی نے کہا ہے کہ دہشت گردی کا سلسلہ چیف جسٹس کی دہلیز تک پہنچ گیا ہے۔ عدلیہ کے بعض اقدامات سے حکمران خوش نہیں۔ وہ اوچھے ہتھکنڈوں سے ججوں کو ہراساں کرنا چاہتے ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ حکومت سارے چور پکڑے عدلیہ ساتھ ہے۔

○ "نواز شریف پولیس کی حمایت کرتے ہیں دیکھیں وہ کیا کر رہی ہے" جج کے ریمارس پر وزیر اعظم کا اظہار ناپسندیدگی۔ چیف جسٹس کے نام خط میں انہوں نے لکھا ہے کہ غفلت کے مرتکب پولیس حکام کے خلاف سخت ترین کارروائی کا حامی ہوں۔ اجتماعی زیادتی اور غریبوں سے مظالم کے خلاف میرے جذبات سے دنیا واقف ہے۔ ہمیشہ کوشش کی ہے کہ مجرم کیفر کردار کو پہنچیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ مجھے عالمی سازش کے تحت اقتدار سے ہٹایا گیا ہے موجودہ حکومت کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ زرعی ٹیکس اور بھارت سے کپاس کی درآمد سے معیشت دیوالیہ ہو جائے گی۔

○ خصوصی عدالتوں کی تشکیل کے اختیارات وفاق نے صوبوں کو سونپ دیئے ہیں۔ آئندہ ہفتے عدالتیں قائم کر دی جائیں گی۔ پولیس کو اختیارات صرف فرقہ وارانہ تشدد اور دہشت گردی روکنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ دہشت گردی سے متعلق قانون کی مخالفت صرف ڈاکو' قاتل' دہشت گرد اور ان کی پشت پناہی کرنے والے کر رہے ہیں۔ لیکن میں عوام کو چند سو دہشت گردوں کے ہاتھوں یرغمال نہیں بننے دوں گا۔ کسی ادارے کو من مانی نہیں کرنے دی جائے گی۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ انسداد دہشت گردی بل کے بارے میں خدشات قبل از وقت ہیں۔ کسی کو سیاسی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

○ عرب لیگ نے مطالبہ کیا ہے کہ اسرائیل لبنان میں معصوم شہریوں کا قتل عام بند کردے۔ اور انسانی حقوق کی پامالی سے گریز کرے۔ ادھر لبنان میں حزب اللہ کے ایک رہنما شیخ حسن بن نصراللہ نے کہا ہے کہ اسرائیل حملے بند کر دے ہم بھی حملہ نہیں کریں گے۔

○ وزیر اعظم نے لیبر قوانین میں ترمیم کے لئے کمیٹی بنادی ہے۔

○ وفاقی حکومت نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ کی گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے لئے 30 ستمبر کی تاریخ مقرر کر دی ہے سرکاری ملازمین 30 ستمبر کے بعد اس سکیم سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

○ جمعیت علمائے پاکستان (نیازی) کے صدر مولانا عبدالستار نیازی نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صاحبزادہ فضل کریم کو آگے لا کر جمعیت میں انتشار پیدا کیا ہے۔

○ گورنر سٹیٹ بینک نے کہا ہے کہ حکومت نے پیکج دے کر جوا کھیلا ہے۔ 5 ستمبر کے بعد کسی نادہند کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ قومی دولت لوٹ کر تھوڑی سے رقم ادا کرنے والے کو حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے۔ ٹیکسوں کے بغیر پاکستان کا مستقبل بچانا ممکن نہیں۔ افراط زر کی شرح 18 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ آئندہ سرکاری شعبے میں کوئی بینک قائم نہیں کیا جائے گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اب پیپلز پارٹی بھی جماعت اسلامی کی طرز پر کام کرے گی۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ خصوصی عدالتیں متبادل عدالتی نظام نہیں ہے۔ موٹر سائیکل پر پابندی عارضی ہے۔ خفیہ ایجنسیاں بہت کمزور ہیں۔ موجودہ ادارے تنہا دہشت گردی کی بیخ کنی نہیں کر سکتے۔ دہشت گردی باقاعدہ منصوبہ بندی سے کی گئی ہے۔ جس کا مقصد حکومت کو غیر مستحکم کرنا ہے۔

○ حکومت نے ملک بھر میں غیر قانونی تارکین وطن کا داخلہ بند کر دیا ہے۔ دینی مدرسوں کا نصاب اور سرگرمیاں مانیٹر ہوں گی۔ غیر قانونی داخلے کے لئے معاونت کرنے والے پاکستانیوں کے خلاف کارروائی ہوگی۔

○ خضدار جانے والی سے ایک سوزوکی گہرے کھڈ میں گرنے سے ایک ہی خاندان کے 10۔ افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔

○ وائس آف امریکہ کے مطابق دنیا بھر میں ملیریا سے ہر سال 30 لاکھ افراد ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز
فون 213158

سرکن اور اپھارہ کے علاوہ
جانوروں کی دیگر امراض مثلاً منہ کھر، گل گھوٹو، زہرباد، تھنوں کی سوزش، ناڑہ، گلٹی، اخراج رحم (اوانس نکالنا)، بانجھ پن، دودھ کی کمی، بندش اور واہ وغیرہ کیلئے مفید و موثر "کیوریٹو" ادویات اپنے شہر کے سٹور سے طلب فرمائیں
معلومات کیلئے کیوریٹو وٹرنری گائیڈ 5/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیں۔
وٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز کیلئے معقول کمشن
کیوریٹو میڈیلسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: آفس: 771 سیلز آفس: 211283 فیکس: 212299

پردہ کلاتھ ہول سیل ریٹ پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں۔ یہ پیشکش محدود مدت کیلئے نیز لیڈیز جیکٹس کی بیشمار ورائٹی کیلئے تشریف لائیں
ناصر نایاب کلاتھ ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
فون دوکان: 434 گھر 211244
اب اسلام آباد میں بھی خدمت کیلئے پیش پیش
نایاب کلاتھ اینڈ فرانکو فنیشرز
55۔ بلیو ایریا یوسف پلازہ اسلام آباد
فون: 815834